ریڈیو ویریتاس کے سامعین میں اضافہ

ریڈیو ویریتاس (منیلا - فلپائن) کی ایک رپورٹ کے مطابق گذشتہ برسوں کی نسبت ۱۹۹۱ء میں اس نے نمایاں پیش رفت کی ہے۔ اس کے پروگراموں کا معیار بلند ہوا ہے اور اس کے ساتھ سامعین کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔ اکتوبر، نومبر اور دسمبر ۱۹۹۰ء کی سہ ماہی میں اسے سامعین کے ۴۵۱ خطوط موصول ہوئے تھے لیکن ۱۹۹۱ء کے اسی عرصے میں خطوط کی تعداد بڑھ کر ۹۱۹ ہو گئی۔

۱۹۹۰ء میں خطوط کی کل تعداد ۱۳۸۵ تھی جب کہ ۱۹۹۱ء میں یہ تعداد ۲۹۵۹ ہو گئی یعنی سامعین کے خطوط میں تقریباً ۱۱۴ فیصد اضافہ ہوا۔ خطوط میں تقریباً نصف حصہ پاکستان سے جاتا ہے۔ رپورٹ کے مطابق سامعین پروگراموں کے بارے میں اپنے اطمینان کا اظہار کرتے ہیں، مثلاً چیچہ وطنی (ساہیوال) کے طاہر فاروق لکھتے ہیں "آپ کے سب پروگرام ہمیں اچھے لگتے ہیں۔ "دینی امور" ہمارا پسندیدہ پروگرام ہے۔ ہم روزانہ پروگرام سنتے ہیں۔ آپ سب کے بولنے کا انداز بہت اچھا ہے۔"
(پندرہ روزہ کاتھولک نقیب، لاہور - یکم تا ۱۵ اپریل ۱۹۹۲ء)

برطانیہ

احیائے اسلام بہ مقابلہ تبلیغِ عیسائیت

جنوری ۱۹۸۹ء میں تین سو سے زائد چرچ رہنما سنگا پور میں یک جا ہوئے اور اس عزم کے ساتھ منتشر ہوئے کہ رواں صدی کے خاتمے تک پوری دُنیا کو بائبل کی تعلیمات سے آگاہ کر دیا جائے گا اور اُن کے اندازے کے مطابق دُنیا کی نصف آبادی عیسائیت کی حلقہ بگوش ہو جائے گی۔

"اشاعت عیسائیت" کے لیے جوش و جذبہ میں چرچ آف انگلینڈ بھی برابر کا شریک ہے۔ اس کی طرف سے ۶ جنوری ۱۹۹۱ء کو "عشرہ تبلیغ عیسائیت" کا آغاز ہوا۔ گو آرک بشپ آف کنٹر بری نے اسلام اور دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کو یقین دلانے کی کوشش کی ہے کہ یہ مہم اُن کے خلاف نہیں ہے۔ (دیکھیے: "عالم اسلام اور عیسائیت" بابت نومبر ۱۹۹۱ء) تاہم نومبر ۱۹۹۱ء کے اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی کہ تبلیغ و اشاعت عیسائیت کا وسیع تجربہ رکھنے والے دو ممتاز ریورنڈ مائیکل مارشل اور کینن مائیکل گرین امریکہ سے انگلستان آ رہے ہیں۔ ریورنڈ مائیکل نے اپنی کتاب The Gospal Connection میں لگی لپٹی رکھے بغیر لکھا کہ تبلیغ عیسائیت کے ایجنڈے میں یہ شامل ہے کہ

مسلمانوں کو "خوش خبری سنائی جائے اور اُنہیں حلقۂ عیسائیت میں لانے کی کوشش کی جائے۔"

اس پس منظر میں برطانوی مسلمانوں کا ایک ردعمل یہ سامنے آیا ہے کہ "عشرہ احیائے اسلام" کا پروگرام ترتیب دیا گیا۔ اس ردعمل کا اظہار مسلم کالج لندن کے پرنسپل اور مساجد کونسل کے چیئرمین ڈاکٹر ذکی بداوی نے ایک پریس کانفرنس میں کیا۔ اُن کے الفاظ میں "عشرہ احیائے اسلام" کا مقصد یہ ہے کہ برطانوی مسلمانوں بالخصوص اُن کی نئی نسلوں کو عیسائیت کی زبردست مہم سے بچایا جاسکے۔ ڈاکٹر بداوی کے اقدام کا خیر مقدم کرنے والوں میں یہودی مذہبی رہنما ہیوگوگرائن بھی شامل ہیں۔ اُن کے الفاظ میں "کوئی ایسا اقدام ہونا چاہیے تھا، جس سے تمام مذہبی طلقوں میں وسیع تر روحانی بیداری جنم لے۔ مجھے امید ہے کہ اگر مسلمانوں کی جانب سے ایسا اقدام ہوسکتا ہے تو یہودیوں، ہندوؤں اور دوسرے مذاہب کے پیروکار بھی آگے بڑھیں گے۔ اس کا بھی امکان ہے کہ یہ سب سرگرمیاں یک جا ہوجائیں۔"

تاہم مسیحی - مسلم مکالمے کے حوالے سے معروف کارکن جناب معشوق علی نے بی۔بی۔سی ریڈیو۔۴ کو ایک انٹرویو میں بتایا کہ "مسابقت اور تبلیغ عیسائیت کے بالمقابل احیائے اسلام کے پروگرام سے محض آویزش پیدا ہوسکتی ہے۔ اس ملک کی سماجی حالت کسی ایسے تنازعے کی متحمل نہیں ہوسکتی۔" مسیحیوں کو تبلیغ مذہب کا پورا پورا حق حاصل ہے اور حقیقتاً یہ عیسائیت کی فطرت میں شامل ہے۔ تاہم "عشرۂ تبلیغِ عیسائیت" کے لیے اس وقت کے انتخاب سے قطع نظر عیسائی چرچ ایسا کام کررہے ہیں جس سے دوسرے مذاہب خوفزدہ ہیں اور اپنے لیے خطرہ محسوس کررہے ہیں۔ بالخصوص وہ مذہبی گروہ جنہیں یہاں آباد ہوئے بہت زیادہ عرصہ نہیں گزرا۔" جناب معشوق علی نے مسلمان رہنماؤں سے کہا کہ وہ "عشرۂ احیائے اسلام" کا پروگرام ترک کردیں۔ اُنہوں نے کہا کہ "اس سے دونوں مذاہب کے درمیان عدم اعتماد اور بدظنی پیدا ہونے کے علاوہ کچھ حاصل نہ ہوگا۔" (ماہنامہ فوکس ۔لیسٹر، دسمبر ۱۹۹۱ء)

ڈاکٹر ذکی بداوی اور جناب معشوق علی کے باہم متضاد خیالات سے قطع نظر یہ دیکھ لینا دلچسپ ہوگا کہ برطانیہ کے مسلمانوں میں تبلیغِ عیسائیت کی صورت حال کیا ہے۔

آرک بشپ آف کنٹربری نے "عشرہ تبلیغ" کا اجراء تو ابھی کیا ہے مگر بہت سے مشنری ادارے پہلے سے مسلمانوں میں کام کررہے ہیں۔ یہ ادارے بڑے بڑے دعوے بھی کرتے ہیں مگر کوئی ایسے اعداد و شمار موجود نہیں جن سے ان دعوؤں کی تصدیق یا تردید ہوسکے۔ تاہم ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اگر انہیں زیادہ کامیابی نہیں ہوئی تو اس سارے کام کو سرے سے بے ثمر بھی نہیں کہا جاسکتا۔ کچھ لوگ تو ایسے مل ہی جانے چاہئیں جو اپنی ذاتی کمزوریوں کے تحت ترکِ اسلام کرکے حلقہ بگوش

عیسائیت ہو جائیں۔ یہ کمزوریاں گھٹیا درجے کی موقع پرستی سے لے کر نفسیاتی الجھنوں تک ہو سکتی ہیں۔ برمنگھم میں قائم ایک تنظیم The Crossbearers (صلیب بردار) ۱۹۸۰ء سے سرگرم عمل ہے۔ اور اس کی شائع کردہ کتاب Ex-Muslims for Christ (سابق مسلم، یسوع مسیح کے لیے) ایسے سات افراد کی کہانیوں پر مشتمل ہے جنھوں نے آبائی دینِ اسلام ترک کرتے ہوئے عیسائیت قبول کی۔ اکا دکا افراد کی تبدیلیٔ مذہب بذاتہ شاید اِس قدر اہم نہیں مگر یہ صورتِ حال کہ برطانیہ کی مسلم اقلیت کئی تبلیغی اداروں کا ہدف ہے، قابل ذکر ہے۔

ذیل میں بعض تنظیموں کا ذکر کیا جاتا ہے جو برطانوی مسلمانوں میں سرگرمِ عمل ہیں۔ لیسٹر کی "دی یونیورسٹیز اینڈ کالج کرسچن فیلوشپ" مسلمان اور بالخصوص غیر ملکی مسلمان طلبہ میں کام کرتی ہے۔ یہ تنظیم اُن کے خصوصی مسائل کا جائزہ لے کر حکمتِ عملی وضع کرتی ہے۔ لندن میں ایک ادارہ "دارالتعارف" ہے جو نووارد مسلمان طلبہ کو انگریزی زبان سکھاتا ہے۔ یہاں جو خواتین چائے اور کافی پیش کرتی ہیں، وہ مسلمان خواتین کی طرح ڈھیلا ڈھالا لباس پہنے ہوتی ہیں اور اُن کے بال اسکارف سے ڈھکے ہوتے ہیں۔ گفتگو کے درمیان اصل بات یعنی مقدّس تعلیمات کا تذکرہ آہی جاتا ہے۔ عربوں میں دلچسپی کے حوالے سے دوسری مشنری تنظیموں میں منسٹری فار عربس، ریڈسی مشن اور مڈل ایسٹ کرسچن آوٹ ریچ شامل ہیں۔

برطانیہ میں زیر تعلیم ترک طلبہ اور طالبات فرینڈز آف ٹرکی (دوستانِ ترکی) کا ہدف ہیں۔ یہ تنظیم نہ صرف ترک قبرص اور ترکی کے طالب علموں میں دلچسپی رکھتی ہے بلکہ خود ترکی کے اندر بھی اس کی دلچسپیاں ہیں۔ اسی طرح ۱۹۸۵ء میں فارسی بولنے والے ایرانیوں میں کام کی خاطر ایرانین۔ کرسچن فیلوشپ کی داغ بیل ڈالی گئی۔ اِس کا ہدف بالخصوص وہ لوگ ہیں جو انقلابِ ایران سے مایوس ہوگئے ہیں یا اِس کے خلاف متحرک ہیں۔

کینٹ (Kent) میں قائم گیرڈنر ٹرسٹ اُن چرچ کارکنوں کی تربیت کے لیے ذرائع مہیا کرتا ہے جو برطانیہ میں مسلمانوں کے درمیان تبلیغِ عیسائیت میں معروف ہیں۔ یہ براول مشنری ادارہ ہے جو وسطی ایشیا کے آذری، قازق، تاجیک، ترکمن، اُزبک اور دوسرے مسلمان نسلی گروہوں میں اشاعتِ بائبل کے لیے معروف ہے۔ برطانیہ میں تبشیری کاموں میں یہ بھی شامل ہے کہ مسلمانوں کے درمیان کام کرنے والے کارکنوں کو مسلمانوں کے دین، ثقافت اور زبانوں کے بارے میں معلومات مہیا کی جائیں۔ انھیں مناسب تربیت فراہم کی جائے اور ضروری غور و فکر کے بعد حکمتِ عملی طے کی جائے۔

"دی انٹرنیشنل ٹیم" (سابقہ نام انٹرنیشنل کروسیڈ ہے۔) الونائے (ریاست ہائے متحدہ امریکہ)

میں قائم ادارہ ہے جس نے بالخصوص مسلمانوں میں کام کرنے کے لیے مشنری تیار کیے ہیں۔ برطانیہ میں اس کا ہدف کم و بیش پچیس ہزار بنگالی مسلمان خاندان ہیں۔ بنگالی بوڑھے لوگوں اور خواتین کو انگریزی زبان سیکھنے میں مدد دی جاتی ہے۔ بے سہارا خواتین کو سینے پرونے اور پرورش اطفال میں مدد دی جاتی ہے۔ خاندانی نظم و ضبط سے باغی نوجوان لڑکے اور لڑکیاں "انٹرنیشنل ٹیم" کے کارکنوں کے لیے ایک اور میدانِ کار ہیں۔

پاکستان سے آئے ہوئے برطانوی مسلمانوں کے لیے اُن کی زبانیں جاننے والے عیسائی مناد پاکستان سے بلائے گئے ہیں۔ زیادہ پاکستانی آبادی کے شہروں میں چرچوں سے اسلام کے متخصص منسلک ہیں۔ لندن میں قائم "اوپریشن موبلائزیشن" پاکستانی اور بنگلہ دیشی مسلمانوں میں کام کرنے سے دلچسپی رکھتا ہے۔ اسی طرح کا ایک دوسرا قدیم ادارہ انٹرسرو (Inter Serve) ہے۔

۱۹۱۵ء میں قائم کی گئی "فیلوشپ آف فیتھ فار مسلمز" کام کر رہی ہے۔ ہیمپشائر کی کرسچن لٹریچر کروسیڈ اُردو، بنگالی اور پنجابی میں کتب اور پمفلٹ شائع کرتی ہے۔ برمنگھم میں کراس بیررز (صلیب بردار) کے نام سے تنظیم ۱۹۸۱ء میں بنائی گئی اور اسلام سے منحرف لوگوں کے ذریعے مسلمانوں میں کام کرنے کی خواہش رکھتی ہے۔

ان تنظیموں کو اشاعتِ عیسائیت کے سلسلے میں علمی مشاورت مختلف تحقیقی اداروں سے حاصل ہوتی ہے اور ان کے کارکن دھیمے انداز سے زبان سکھانے، سماجی کام میں مدد دینے اور انسانیت دوستی کے نام پر دین کی تبلیغ کرتے ہیں۔

متفرق

"مسلمانوں اور عیسائیوں کے مابین رواداری کی ضرورت ہے۔" پوپ جان پال دوم

فروری کے نصف آخر میں پوپ جان پال دوم مغربی افریقہ کے ممالک کا دورہ کر رہے تھے۔ سینیگال کے مسلمان رہنماؤں سے باتیں کرتے ہوئے اُنھوں نے کہا کہ مذہبی رہنماؤں کا فریضہ ہے کہ وہ امن کے لیے کام کریں اور اس بات کا کوئی جواز نہیں کہ رنگ و نسل، مذہب، جنس یا معاشرتی مرتبے کی بنیاد پر لوگوں میں فرق کیا جائے۔ (روزنامہ دی مسلم، اسلام آباد-۲۳ فروری ۱۹۹۲ء)